OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

اسلامی بینکاری کے منافع کی شرح: شرعی حیثیت اور معاصر بحث

Profit Rates in Islamic Banking: Shariah Status and Contemporary Debate

Dr. Waleed Khan
Lecturer Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt College Women University Sialkot Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Danish Javed
Phd Scholor NCBA & E
Email: hdanish2016@gmail.com

Sana Maryam
Muslim Youth (MY) University Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com

Received on: 03-04-2025 Accepted on: 15-05-2025

Abstract

Islamic banking has emerged as an important component of the contemporary financial system, particularly in Muslim societies seeking alternatives to conventional interest-based banking. One of the most debated issues in Islamic banking is the determination of profit rates. Customers often observe that the profit or rental rates offered by Islamic banks are sometimes close to conventional interest rates and consequently question whether such practices are genuinely different from interest. This research examines the Shariah basis of profit in Islamic banking, distinguishes trade-based profit from interest on loans, explains the position of Mufti Muhammad Taqi Usmani, and discusses the use of conventional benchmarks such as KIBOR. The study argues that a profit rate cannot be declared interest merely because its percentage resembles a conventional rate. The real question is the nature of the underlying transaction, ownership, risk, liability, and contractual structure. At the same time, the use of conventional benchmarks raises important contemporary concerns regarding transparency, public confidence, Shariah distinction and the development of more appropriate Islamic benchmarks. The paper concludes that the credibility of Islamic banking depends not only on the name of the product or its rate of return but on genuine Shariah compliance, effective governance, transparency and real linkage between profit and the underlying asset, trade or investment activity.

Keywords: Islamic Banking, Profit Rate, Riba, KIBOR, Murabaha, Ijarah, Shariah Governance, Mufti Taqi Usmani.

تعارف:

اسلامی بینکاری گزشتہ چند دہائیوں میں دنیا کے مختلف ممالک میں ایک اہم مالیاتی نظام کے طور پر سامنے آئی ہے۔ پاکستان میں بھی اسلامی بینکاری نے خاص طور پر گزشتہ برسوں میں نمایاں وسعت اختیار کی ہے۔ اس کے بنیادی مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ مالی معاملات کو سودی قرض کے بجائے ایسے شرعی معاہدات کے ذریعے منظم کیا جائے جن میں تجارت، اجارہ، مشارکت، مضاربت اور دیگر جائز طریقے اختیار کیے جائیں۔

اسلامی بینکاری کے فروغ کے ساتھ ایک سوال بار بار سامنے آتا ہے: اگر اسلامی بینک بھی کسی فنانسنگ پر دس، بارہ یا پندرہ فیصد کے قریب منافع وصول کرتا ہے، اور بعض اوقات اس کی شرح روایتی بینک کے سودی نظام سے ملتی جلتی نظر آتی ہے، تو پھر اسلامی اور روایتی بینکاری میں بنیادی فرق کیا رہ جاتا ہے؟ یہ سوال بظاہر بہت سادہ ہے لیکن حقیقت میں اس کا تعلق مالی معاملات کی بنیادی شرعی ساخت سے ہے۔ شریعت نے صرف شرح کو نہیں بلکہ معاملے کی نوعیت کو دیکھا ہے۔ ایک ہی فی صد مختلف نوعیت کے دو معاملات میں ہو سکتا ہے، لیکن اس سے دونوں معاملات لازماً ایک ہی شرعی حکم کے حامل نہیں ہو جاتے۔ اس لیے اسلامی بینکاری کے منافع کی شرح پر بحث کرتے وقت صرف فیصد دیکھنا کافی نہیں بلکہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بینک نے رقم کس بنیاد پر دی، کیا اس نے کوئی حقیقی اثاثہ خریدا، اس پر ملکیت اور خطرہ برداشت کیا یا نہیں، اور منافع کس عقد کے نتیجے میں پیدا ہوا۔

سود اور تجارت کے منافع میں بنیادی فرق

اسلامی معاشی فکر میں سود اور تجارت کا منافع ایک چیز نہیں ہیں۔ قرآن مجید نے واضح طور پر تجارت کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ نے بیع کو حلال کیا اور ربا کو حرام کیا۔[1] "

اس آیت سے یہ بنیادی اصول سامنے آتا ہے کہ صرف اس وجہ سے کہ کسی معاملے میں اضافی رقم حاصل ہو رہی ہے، اسے تجارت کا منافع نہیں کہا جا سکتا۔ اصل سوال یہ ہے کہ اضافی رقم کس بنیاد پر حاصل ہوئی۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو قرض دے اور پہلے ہی طے کر لے کہ اصل رقم کے علاوہ اتنی اضافی رقم یا اتنے فیصد کا اضافہ لازماً وصول کرے گا، تو یہ قرض پر مشروط اضافہ ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدتا ہے، اس کا مالک بنتا ہے، پھر اسے آگے فروخت کرتا ہے اور اس فروخت سے منافع حاصل کرتا ہے، تو یہ تجارتی منافع ہے۔ یہ فرق اسلامی بینکاری کو سمجھنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر صرف رقم دی جائے اور اس کے بدلے وقت گزرنے کی وجہ سے اضافی رقم لازماً وصول کی جائے تو معاملہ سودی قرض کے قریب ہو تا ہے۔ لیکن اگر مالیاتی ادارہ کسی جائز اثاثے، تجارت، اجارہ یا سرمایہ کاری کے حقیقی عقد میں داخل ہو اور اسی عقد سے منافع پیدا ہو تو معاملے کی نوعیت مختلف ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید میں ربا کی ممانعت

قرآن مجید نے ربا کے بارے میں نہایت سخت انداز اختیار کیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ جو ربا باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دیں، اور پھر اس کے بعد فرمایا گیا کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔[2]
یہ حکم اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی معاشی نظام میں قرض دینے والے کو محض وقت کے گزرنے کی بنیاد پر یقینی اضافہ حاصل کرنا معمولی مالی معاملہ نہیں بلکہ ایک سنجیدہ شرعی مسئلہ ہے۔ اسی لیے اسلامی مالیات میں یہ کوشش کی گئی کہ منافع کا تعلق حقیقی تجارت، اثاثے، خدمت یا سرمایہ کاری کے نتیجے سے ہو۔

یہاں ایک اہم بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ اسلام منافع کے حصول کی مخالفت نہیں کرتا۔ اسلام تجارت کو حلال قرار دیتا ہے، کاروباری منافع کو تسلیم کرتا ہے، کرایہ اور اجرت کو جائز مانتا ہے اور سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے جائز منافع کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ ممانعت کا تعلق اس خاص طریقۂ اضافہ سے ہے جس میں قرض کے بدلے مشروط اور یقینی اضافہ حاصل کیا جائے۔

مفتی محمد تقی عثمانی کی رائے

اسلامی بینکاری اور جدید مالی معاملات کے بارے میں مفتی محمد تقی عثمانی کی تحریری کاوشیں معاصر علمی مباحث میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے مطابق قرض کے معاملے میں اصل اصول یہ ہے کہ قرض دینے والا اصل رقم کے اوپر پہلے سے مشروط اضافی رقم کا حق دار نہیں بنتا۔ ان کے بیان کے مطابق قرض پر اصل رقم کے علاوہ مشروط اضافہ ربا کے مفہوم میں داخل ہوتا ہے۔[3]
مفتی تقی عثمانی صاحب ایک اور بنیادی فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے پیسے کے ذریعے تجارت میں شریک ہونا چاہتا ہے تو اسے کاروباری نفع کے ساتھ نقصان کے امکان کو بھی قبول کرنا چاہیے۔ صرف نفع کا حق لینا اور نقصان سے بالکل الگ رہنا شرعی اصولِ تجارت کے مطابق درست نہیں۔ ان کے نزدیک منافع کو جواز اسی وقت ملتا ہے جب اس کے ساتھ کسی نہ کسی درجے کا حقیقی خطرہ، ذمہ داری یا ملکیت وابستہ ہو۔

یہی اصول اسلامی بینکاری کی بنیاد کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر بینک کسی چیز کو خرید کر مشتری کو آگے فروخت کرتا ہے تو بینک کی آمدنی اس فروخت سے حاصل ہونے والے منافع کی شکل میں ہوتی ہے۔ اگر بینک کسی اثاثے کو اجارے پر دیتا ہے تو کرایہ حاصل کرتا ہے۔ اگر سرمایہ کاری مشارکت یا مضاربت کی بنیاد پر ہو تو منافع عقد کے متعین اصولوں کے مطابق تقسیم ہوتا ہے۔

کیا ہر مقررہ شرح منافع سود ہوتی ہے؟

معاصر بحث میں ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ اگر شرح پہلے سے طے ہو تو وہ لازماً سود ہو گی۔ یہ اصول اپنی عمومی شکل میں درست نہیں۔ مثال کے طور پر بیع مؤجل میں فروخت کنندہ نقد قیمت سے مختلف ایک طے شدہ مؤخر قیمت رکھ سکتا ہے، بشرطیکہ عقد کے وقت قیمت واضح ہو اور معاملہ حقیقی خرید و فروخت پر مبنی ہو۔ اسی طرح اجارہ میں کرایہ بھی کسی متعین رقم یا متعین طریقے سے طے کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کسی رقم کا پہلے سے معلوم ہونا اپنے آپ میں اسے سود نہیں بناتا۔ اصل سوال یہ ہے کہ وہ رقم قرض کے عوض ہے یا کسی جائز عقد کے عوض۔ اس فرق کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے اسلامی بینکاری پر ہونے والی بہت سی تنقیدیں بھی بعض اوقات غیر واضح ہو جاتی ہیں۔ شرح کا پہلے سے طے ہونا اور قرض پر مشروط اضافہ، دونوں الگ الگ تصورات ہیں۔

اسلامی بینکاری میں منافع پیدا کرنے کے بنیادی طریقے

پاکستان میں اسلامی بینکاری کے بنیادی طریقوں میں مشارکت، مضاربت، مرابحہ، مساومہ، سلم، استصناع اور اجارہ شامل ہیں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی اسلامی بینکاری سے متعلق معلومات میں بھی ان طریقوں کو مختلف شرعی مالیاتی معاہدات کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔[4]

مرابحہ میں بینک کسی شے کو خرید کر معلوم لاگت اور متعین منافع کے ساتھ آگے فروخت کرتا ہے۔ اجارہ میں اثاثے کے استعمال کا حق کرایے کے بدلے دیا جاتا ہے۔ مشارکت اور مضاربت میں سرمایہ اور کاروباری سرگرمی کے درمیان تعلق قائم ہوتا ہے اور منافع کے ساتھ خطرے کا پہلو بھی موجود رہتا ہے۔ اس لیے اسلامی بینکاری میں منافع کی شرح کا مسئلہ دراصل ایک بڑے سوال کا حصہ ہے: کیا شرح کا تعلق حقیقی شرعی عقد سے قائم ہے یا صرف نقد رقم کے استعمال کے عرصے سے؟

شرح منافع اور خطرہ

اسلامی مالیات کے اہم اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ جائز منافع کسی نہ کسی حقیقی معاشی سرگرمی کے ساتھ منسلک ہو۔ اگر بینک کسی اثاثے کا مالک بنتا ہے تو اس کے ساتھ ملکیت کی ذمہ داری بھی آتی ہے۔ اگر وہ اجارہ کرتا ہے تو متعلقہ اثاثے کی بعض ذمہ داریاں بھی اس پر عائد ہوتی ہیں۔ اگر وہ شراکت میں سرمایہ لگاتا ہے تو کاروباری نتیجے کا اثر اس پر بھی پڑتا ہے۔ اسی لیے اسلامی مالیات میں صرف "منافع کمانا" کافی نہیں، بلکہ منافع کے پیچھے موجود عقد اور ذمہ داری بھی اہم ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو اسلامی مالیات کو محض روایتی قرض پر ایک مختلف نام رکھنے سے ممتاز کرتا ہے۔

KIBOR کو اسلامی بینکاری میں معیار کے طور پر استعمال کرنے کا مسئلہ

پاکستان میں اسلامی بینکاری پر سب سے زیادہ سوالات میں سے ایک KIBOR کے استعمال سے متعلق ہے۔ بعض اسلامی بینک اپنی فنانسنگ کی شرح متعین کرتے وقت KIBOR کو benchmark کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ عام صارف کے لیے یہ بات حیران کن معلوم ہوتی ہے کہ اگر KIBOR روایتی سودی مارکیٹ سے وابستہ شرح ہے تو پھر اسلامی بینک اسی کو کیوں دیکھتا ہے؟ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اس سوال کا واضح جواب دیا ہے۔ اس کے مطابق اسلامی بینکاری کے لیے اپنا الگ benchmark ہونا زیادہ مناسب ہے، لیکن موجودہ مالیاتی ماحول میں دستیاب benchmark کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ صرف interest-based benchmark کو استعمال کرنے سے کوئی جائز شرعی معاملہ خود بخود حرام نہیں ہو جاتا؛ اصل فیصلہ معاملے کی نوعیت اور اس کے mechanism سے ہوتا ہے۔[5] یہ وضاحت ایک اہم فرق سامنے لاتی ہے۔ benchmark اور contract ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ کسی شرح کو محض پیمانے کے طور پر استعمال کرنا اور کسی قرض پر اسی شرح کو سود کے طور پر وصول کرنا شرعی اعتبار سے ایک ہی معاملہ نہیں۔

تاہم اس کے باوجود KIBOR کا استعمال ایک سنجیدہ معاصر سوال ضرور پیدا کرتا ہے۔ اگر اسلامی بینکاری مستقل طور پر روایتی سودی نظام کی شرحوں کو اپنے مالیاتی فیصلوں کا بنیادی معیار بنائے رکھے تو اس سے اسلامی مالیات کی الگ شناخت کے بارے میں سوال پیدا ہونا فطری ہے۔ اسی لیے ایسے benchmark کی تلاش زیادہ بہتر ہے جو اسلامی مالیاتی سرگرمیوں کی حقیقی کارکردگی سے پیدا ہو۔

شرح ایک جیسی ہونے سے حکم بھی ایک جیسا نہیں ہو جاتا

مثال کے طور پر فرض کریں کہ ایک روایتی بینک کسی صارف کو دس لاکھ روپے قرض دے اور ایک سال بعد گیارہ لاکھ روپے کی واپسی لازم قرار دے۔ دوسری طرف ایک اسلامی بینک کسی گاڑی کو خرید کر، ملکیت حاصل کرنے کے بعد، اسے بارہ لاکھ روپے کی مؤخر قیمت پر فروخت کرے۔ دونوں صورتوں میں صارف کی نظر سے اضافی رقم دکھائی دے سکتی ہے، لیکن دونوں معاملات کی شرعی بنیاد ایک جیسی نہیں ہے۔ پہلے معاملے میں اضافی رقم قرض کے عوض طے کی گئی ہے، جبکہ دوسرے معاملے میں اضافی رقم ایک حقیقی فروخت کے نتیجے میں سامنے آ رہی ہے۔ اسی لیے صرف ریاضیاتی نتیجہ دیکھنا کافی نہیں۔ فقہی حکم عقد کی حقیقت، اس کی شرائط اور متعلقہ ذمہ داریوں کو دیکھ کر متعین ہوتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے بھی اجارہ کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ اگر کرایے کی شرح کسی interest-based benchmark کے ساتھ منسلک ہو تب بھی بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا اجارہ کی شرائط برقرار ہیں اور کیا مالک اثاثے کی ملکیت اور متعلقہ خطرات کو برداشت کر رہا ہے۔[6]

منافع کی شرح بہت زیادہ ہو تو کیا حکم ہو گا؟

یہاں ایک اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر اسلامی بینک کسی جائز عقد کے تحت بہت زیادہ منافع رکھ دے تو کیا صرف زیادہ شرح کی وجہ سے معاملہ سود بن جائے گا؟ اس سوال کا جواب بھی عقد کی نوعیت سے متعلق ہے۔ ہر زیادہ منافع سود نہیں ہوتا۔ تجارت میں بعض اشیاء پر زیادہ margin بھی ہو سکتا ہے۔ تاہم اسلام تجارت میں ظلم، دھوکے، استحصال، غلط بیانی اور ناجائز شرائط کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے جائز ہونے کے ساتھ ساتھ معاملے میں اخلاقی اور تجارتی ذمہ داری بھی ضروری ہے۔

دوسری طرف یہ بھی درست نہیں کہ "اسلامی" نام کے ساتھ ہر شرح خود بخود شرعی اعتبار سے درست سمجھ لی جائے۔ اگر کسی معاملے میں حقیقتاً قرض دیا گیا ہو اور قرض کے بدلے مشروط اضافہ لیا جا رہا ہو تو صرف اس پر اسلامی نام رکھ دینے سے اس کی شرعی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی۔

اسلامی بینکاری میں منافع کی شرح اور بینک کے جمع شدہ سرمائے کا مسئلہ

اسلامی بینکاری میں بچت کھاتوں اور سرمایہ کاری کھاتوں کا نظام بھی اہم ہے۔ اسلامی بینک عام طور پر جمع شدہ رقوم کو مختلف شرعی طریقوں سے استعمال کرتے ہیں اور حاصل ہونے والے منافع کو طے شدہ شرائط اور نسبت کے مطابق تقسیم کرتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے 2024 میں جاری کردہ ہدایات کے مطابق یکم جنوری 2025 سے اسلامی بینکاری اداروں کے بعض PKR saving deposits کے لیے منافع کی تقسیم کے متعلق کم از کم ایک خاص تناسب مقرر کیا گیا۔[7]

یہ پیش رفت اس بات کی علامت ہے کہ اسلامی بینکاری کے شعبے میں صرف "سود سے بچنے" کا سوال کافی نہیں رہا بلکہ منافع کی منصفانہ تقسیم، pool management اور صارف کے حقوق بھی اہم بحث بن چکے ہیں۔

شرعی نگرانی کی اہمیت

اسلامی بینکاری کی ساکھ کا سب سے اہم حصہ اس کا Shariah Governance نظام ہے۔ صرف ایک عالم یا شریعہ بورڈ کی موجودگی کافی نہیں، بلکہ پورے ادارے کے معاملات میں شرعی اصولوں کی نگرانی، مصنوعات کی منظوری، معاہدات کی جانچ، شرعی عدم مطابقت کی اصلاح اور اس کی دستاویزات ضروری ہیں۔ اسٹیٹ بینک نے 22 نومبر 2024 کو اسلامی بینکاری اداروں کے لیے revised Shariah Governance Framework جاری کیا، جس کا نفاذ یکم جنوری 2025 سے کیا گیا۔ اس framework کا مقصد شریعہ compliance کے نظام کو مزید مضبوط بنانا ہے۔[8]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جدید اسلامی بینکاری میں شریعہ نگرانی کو محض رسمی کارروائی نہیں سمجھا جا رہا بلکہ اسے ادارہ جاتی نظام کا بنیادی حصہ بنایا جا رہا ہے۔

AAOIFI معیارات اور منافع کا مسئلہ

اسلامی مالی معاملات میں ایک اہم معاصر پیش رفت یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک نے AAOIFI کے مختلف Shariah Standards کو مرحلہ وار اختیار کیا ہے۔ ان معیارات کا مقصد اسلامی مالیاتی اداروں کے درمیان شرعی معاملات میں زیادہ ہم آہنگی پیدا کرنا ہے۔[9]

خاص طور پر Shariah Standard No. 47 مالی معاملات میں profit calculation سے متعلق اصول بیان کرتا ہے اور profit کو amount یا percentage/ratio کی صورت میں متعین کرنے جیسے مسائل کو منظم کرتا ہے۔ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شریعت میں منافع کا وجود اور اس کی شرح کا تعین بذاتِ خود ممنوع نہیں؛ اصل مسئلہ معاملے کی شرعی بنیاد، اس کی ساخت اور اس کے مالی نتائج کا ہے۔[10]

ضمانت شدہ منافع اور شرعی مسئلہ

اسلامی مالیات میں سب سے حساس مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی سرمایہ کاری یا شراکت میں منافع کو ایسی صورت میں یقینی بنانے کی کوشش کی جائے جو عقد کی حقیقت سے متصادم ہو۔ شراکت اور مضاربت کی روح یہ ہے کہ منافع کاروباری نتیجے سے پیدا ہو، جبکہ نقصان کا اصول بھی معاہدے کی نوعیت کے مطابق موجود رہے۔ اس اصول کا مطلب یہ نہیں کہ اسلامی بینک کبھی متعین profit rate ظاہر نہیں کر سکتا۔ کئی شرعی معاملات میں فروخت کی قیمت یا کرایہ پہلے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ مسئلہ وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں کسی ایسے معاہدے میں جس کی بنیاد risk-sharing ہو، حقیقتاً پورا مالی خطرہ ایک فریق پر ڈال دیا جائے اور دوسرے فریق کے لیے غیر مشروط اور یقینی اضافہ مقرر ہو۔ اس لیے "شرح پہلے سے معلوم ہے" اور "منافع بلا شرکتِ خطر مقرر ہے" دونوں کو ایک ہی چیز سمجھنا درست نہیں۔

صارف کے لیے اصل سوال کیا ہونا چاہیے؟

عام صارف جب اسلامی بینک کی کوئی financing دیکھتا ہے تو وہ عموماً سب سے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ شرح کتنی ہے۔ لیکن علمی اور شرعی اعتبار سے اس سے پہلے چند دوسرے سوال اہم ہیں۔ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ بینک اور صارف کے درمیان کون سا عقد ہوا ہے۔ پھر یہ دیکھا جائے کہ اس عقد کا موضوع کیا ہے۔ اگر مرابحہ ہے تو بینک نے متعلقہ چیز خریدی اور اس پر ملکیت حاصل کی یا نہیں؟ اگر اجارہ ہے تو اثاثہ کس کی ملکیت میں ہے اور بنیادی ملکیتی ذمہ داری کس پر ہے؟ اگر مشارکت یا مضاربت ہے تو نفع اور خطرے کی تقسیم کس اصول پر

ہوئی ہے؟ اسی طرح معاہدے میں تاخیر، default، early settlementاور اضافی charges کی شرائط بھی اہم ہیں۔ صرف ایک فیصد دیکھ کر شرعی حیثیت کا فیصلہ کرنا مکمل طریقہ نہیں۔

اسلامی بینکاری پر معاصر تنقید

اسلامی بینکاری کے ناقدین کا ایک اہم اعتراض یہ ہے کہ عملی طور پر کئی اسلامی مصنوعات روایتی بینکاری کے نتیجے سے بہت زیادہ مختلف محسوس نہیں ہوتیں۔ بعض معاملات میں قیمت، benchmarkاور ماہانہ ادائیگی کی مقدار روایتی فنانسنگ سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے بعض صارفین کو یہ تاثر ملتا ہے کہ صرف نام تبدیل کیا گیا ہے۔ یہ اعتراض مکمل طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی بینکاری کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ شرعی ساخت اور معاشی حقیقت دونوں کے درمیان واضح تعلق قائم رہے۔ اگر کسی اسلامی پروڈکٹ کی ظاہری ساخت تو شرعی ہو مگر عملی طور پر حقیقی ملکیت، riskاور تجارت کا پہلو کمزور ہو جائے تو عوام کا اعتماد متاثر ہو سکتا ہے۔

دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے کہ ہر مماثلت کو دلیلِ بطلان نہ بنا دیا جائے۔ جدید مالیاتی نظام میں قیمتوں کا تعین بازار، مہنگائی، liquidityاور دیگر معاشی عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ دو مختلف مالیاتی نظام ایک ہی اقتصادی ماحول میں کام کرتے ہوئے کچھ مماثل شرحیں اختیار کریں۔ اس مماثلت سے بذاتِ خود دونوں معاملات ایک نہیں ہو جاتے۔

پاکستان کے تناظر میں مسئلہ

پاکستان میں اسلامی بینکاری اب ایک الگ اور نمایاں مالیاتی شعبہ بن چکی ہے۔ اس صورتحال میں اس شعبے کے لیے اصل چیلنج صرف حجم میں اضافہ نہیں بلکہ معیاری ترقی ہے۔ ایک طرف ریاستی سطح پر Shariah Governance Framework کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف AAOIFI Standards کو اپنایا جا رہا ہے۔[11]

اس صورتحال میں ضروری ہے کہ اسلامی بینکاری میں شرح منافع کی بحث کو صرف "اسلامی یا سودی" کے ایک سادہ سوال تک محدود نہ کیا جائے۔ اصل توجہ عقد، ملکیت، risk، asset linkage، شفافیت اور حقیقی معاشی سرگرمی پر ہونی چاہیے۔ پاکستانی صارف کو بھی یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلامی بینکاری کا مطلب یہ نہیں کہ ہر اسلامی بینک کی ہر شرح روایتی شرح سے لازماً بہت کم ہوگی۔ بعض اوقات شرحیں اقتصادی حالات کے باعث قریب قریب ہو سکتی ہیں، لیکن بنیادی فرق اس بات کا ہے کہ رقم کس شرعی معاہدے کے ذریعے استعمال ہوئی اور مالی حق کس بنیاد پر پیدا ہوا۔

مفتی تقی عثمانی کی فکر اور معاصر اسلامی بینکاری

مفتی تقی عثمانی کی تحریروں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی مالیات میں "منافع" کا جواز محض رقم فراہم کرنے سے پیدا نہیں ہوتا۔ منافع کے پیچھے تجارت، ملکیت، استعمال کا حق، شراکت یا کسی حقیقی مالی ذمہ داری کا وجود ضروری ہے۔ قرض کے اندر پہلے سے مشروط اضافہ اس کے برعکس ایک الگ نوعیت رکھتا ہے۔[12]

یہ اصول آج بھی اسلامی بینکاری کی بحث میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ جدید مصنوعات، نئے benchmarks اور پیچیدہ مالیاتی معاہدات پیدا ہونے کے باوجود سوال وہی رہتا ہے کہ منافع آخر پیدا کس چیز سے ہوا ہے؟ اگر جواب حقیقی تجارت، اثاثے، اجارہ، شراکت یا کسی جائز مالی عقد سے متعلق ہے تو بحث ایک نوعیت اختیار کرتی ہے؛ اگر جواب محض قرض دی گئی رقم اور اس پر وقت کے بدلے مقررہ اضافہ ہو تو شرعی بحث دوسری نوعیت اختیار کر لیتی ہے۔

معاصر بحث کا متوازن جائزہ

اسلامی بینکاری کے منافع کی شرح کے بارے میں ایک متوازن نقطۂ نظر یہ ہے کہ صرف شرح کی مماثلت کی بنیاد پر اسلامی بینکاری کو روایتی سودی نظام کے برابر قرار نہ دیا جائے، لیکن دوسری طرف صرف "اسلامی" نام کو بھی حتمی شرعی دلیل نہ سمجھا جائے۔ اسلامی بینکاری کی کامیابی اس وقت زیادہ مضبوط ہوگی جب اس کے مالیاتی معاہدات حقیقی اقتصادی سرگرمی کے ساتھ جڑے ہوں، شریعہ بورڈ اور governance system مؤثر ہو، صارف کے سامنے معاہدہ واضح ہو، risk اور liability حقیقتاً متعلقہ فریقوں میں تقسیم ہوں اور شرح منافع کے تعین میں شفافیت موجود ہو۔

اسی طرح اسلامی مالیات کے لیے اپنا مضبوط benchmark تیار کرنا بھی ایک اہم علمی اور عملی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں conventional benchmarks کا عارضی استعمال شاید عملی ضرورت ہو، لیکن طویل مدت میں اسلامی مالیاتی سرگرمیوں کی حقیقی کارکردگی سے متعلق معیار اسلامی بینکاری کی شناخت کو مزید مضبوط کر سکتا ہے۔

نتائج

اسلامی بینکاری میں منافع کی شرح کا مسئلہ صرف فیصد کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے مالیاتی عقد کی شرعی ساخت کا مسئلہ ہے۔ تحقیق سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

اولاً، اسلام نے تجارت کے منافع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے ہر اضافی رقم کو سود سمجھ لینا درست نہیں، لیکن ہر اضافی رقم کو منافع کہہ دینا بھی درست نہیں۔

ثانیاً، قرض پر پہلے سے مشروط اضافہ ربا کے مفہوم میں آتا ہے، جبکہ حقیقی تجارت، اجارہ اور جائز سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والا منافع الگ شرعی نوعیت رکھتا ہے۔

ثالثاً، مفتی محمد تقی عثمانی کے نزدیک منافع کے جواز کے لیے حقیقی ذمہ داری، risk، ملکیت یا کسی جائز معاشی سرگرمی کا تعلق بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

رابعاً، اسلامی بینک کا کسی conventional benchmark، مثلاً KIBOR، کو استعمال کرنا فی نفسہ معاملے کو سودی نہیں بناتا، کیونکہ benchmark اور اصل عقد دو مختلف چیزیں ہیں۔

خامساً، اس کے باوجود اسلامی بینکاری کے لیے اپنے مناسب benchmark کی تیاری زیادہ بہتر اور طویل المدت ضرورت ہے، تاکہ اسلامی مالیات کی الگ شناخت مزید واضح ہو۔

سادساً، اسلامی بینکاری میں Shariah Governance کی مضبوطی، معاہدات کی شرعی جانچ اور AAOIFI Standards کی پابندی اس شعبے کی ساکھ کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

سابعاً، اسلامی بینکاری کے جائزے میں صرف شرح منافع کو معیار بنانے کے بجائے عقد، ملکیت، risk، asset linkage، ذمہ داری اور شفافیت کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔

ثامناً، پاکستان میں اسلامی بینکاری کی آئندہ ترقی کا انحصار محض اسلامی مصنوعات کی تعداد بڑھانے پر نہیں بلکہ ان کی حقیقی شرعی اور معاشی ساخت کو مضبوط بنانے پر ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1. القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ،2:275.
2. القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ،2:278–279.
3. محمد تقی عثمانی،"Riba, Its Meaning and Application"،Official Website of Mufti Muhammad Taqi Usmani.
4. State Bank of Pakistan, "Islamic Banking FAQs"،State Bank of Pakistan.
5. State Bank of Pakistan،"Islamic Banking FAQs"،KIBOR as Benchmark in Islamic Banking.
6. State Bank of Pakistan،"Islamic Banking FAQs"،Ijarah and Interest-Based Benchmark.
7. State Bank of Pakistan،Financial Stability Review 2024،Chapter 3،Islamic Banking.
8. State Bank of Pakistan،IFPD Circular No. 08 of 2024،"Shariah Governance Framework for Islamic Banking Institutions"22، November 2024.
9. State Bank of Pakistan،IFPD Circulars 2024،Adoption of AAOIFI Shariah Standards.
10. State Bank of Pakistan،"Compendium of Shariah Standards Adopted by State Bank of Pakistan"،AAOIFI Shariah Standard No. 47: Rules for Calculating Profit in Financial Transactions.
11. State Bank of Pakistan،IFPD Circular No. 08 of 2024؛ IFPD Circular No. 01 of 2025، Instructions for Profit and Loss Distribution and Pool Management for Islamic Banking Institutions.
12. Muhammad Taqi Usmani،"Riba, Its Meaning and Application"،Official Website of Mufti Muhammad Taqi Usmani.